ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

OPEN ACCESS

CC BY NC

ہالہ امینہ علی

ری سرچ سکالر-پی ایچ ڈی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

کیفی کے تنقیدی نظریات(بہ حوالہ کیفیہ)

Hala Ameena Ali*
Research Scholar-PhD Urdu, International Islamic University, Islamabad.

***Corresponding Author:**

Critical Theories of Kaifi (According to Kaifiyah)

Pandit Brij Mohan Dattatreya Kaifi is a well-known Urdu researcher, critique and linguistic. He proposed his critical opinions about linguistics and poetry in the book "Kaifiyah". He believes on objective, scientific and logical criticism and these perspectives reflects his own theoretical and practical critics. Social perspective reflects in his critical theories and writings. He has a full grip on the fields of his discussion for instance linguistics, grammar and the poetics of poetry. His critical writing style is logical, objective and easy to understand. He builds his own concepts of view by emerging the traditional rules and modern methods. He doesn't believe to follow a specific school of thought about any argument; instead, he develops his own opinion by keeping the aspects of multiple school of thoughts in his eyes.

Key Words: *Linguistics, Poetical, Critical, Socio-aspect, Logical, Scientific, Objective, Modern, Traditional.*

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی اردو زبان کے معروف ادیب، قادر الکلام شاعر، محقق و ناقد اور ماہرِ لسانیات تھے۔ ۱۳ دسمبر ۱۸۶۶ء کو دہلی (برطانوی ہند) میں جنم لیا۔ اردو زبان کے علاوہ ہندی، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی دسترس حاصل تھی۔ زبانِ اُردو کے حوالے سے ان کی تحقیق و تنقید نمایاں مقام رکھتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

عربی و فارسی کے فاضل، انگریزی کے ماہر اور اردو کے مشاق ادیب تھے؛ سنسکرت اور ہندی سے بھی گہری واقفیت تھی۔

کیفیہ اردو زبان و ادب میں تاریخِ زبانِ اردو، لسانیات اور فنِ شعر گوئی کے ضمن میں اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب بہ یک وقت تاریخ، لسانیات اور شعری صنفِ سخن کے بنیادی مباحث سے متعلق مدلل گفت گو پر محیط ہے۔ متذکرہ کتاب اول مرتبہ ۱۹۴۵ء میں طبع ہوئی، تاہم زیرِ نظر کتاب کا طبع دوم ہے، جو ۱۹۵۰ء میں مکتبہ معین الادب، لاہور سے شائع ہوا۔ کتاب اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی باب میں زبانِ اُردو کی تاریخ کو اختصار و جامعیت کے ساتھ مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ باب دوم تا باب دہم اردو قواعد و گرامر پر مشتمل ہے۔ باب گیارہ تا باب تیرہ میں علمِ انشا کے اصول و ضوابط کو منضبط کیا گیا ہے۔ "اسلوب" کے موضوع کو خصوصی طور پر مدلل و مفصل بحث کیا ہے۔ چودھویں باب میں اردو شاعری اور علمِ عروض کی بابت مفصل و مدلل بحث رقم ہے۔ باب پندرہ اردو شاعری میں مطائبات کی متفرق انواع سے متعلق کیفی کے نکتۂ نظر کی وضاحت کرتا ہے۔ سولھویں باب میں کیفی نے اردو زبان میں فنِ خط و کتابت سے متعلق جامع گفت گو کی ہے۔ سترھواں باب زبانِ اردو میں املا کی مختلف اقسام کی وجوہ سے مختصر بحث پر محیط ہے جب کہ آخری باب میں کیفی نے عصری تقاضوں کے تحت نئے میلانات و ایجادات کے لیے اپنے اختراع کیے گئے الفاظِ نو اور ان کی معانی کی کیفیات پر بات کرتے ہوئے نئے الفاظ کی فہرست مرتب کی ہے، نیز عصری تقاضوں کے مطابق نئی ایجادات و رجحانات کے لیے اردو زبان میں نئے اور موزوں الفاظ تخلیق یا دریافت کرنے کی تجویز بھی دی ہے۔

دتاتریہ کیفی اردو زبان کے ماہر ادیب، شاعر، محقق، ناقد اور ماہرِ لسانیات ہیں۔ ان کے تنقیدی نظریات و رجحانات ان کی دو نمائندہ کتبِ تحقیق و تنقید کیفیہ اور منشورات سے مترشح ہوتے ہیں، علاوہ ازیں مختلف اوقات میں متفرق جرائد میں شائع ہونے والے مضامین سے بھی ان کے نظریاتِ تنقید اور اندازِ تنقید کا علم ہوتا ہے۔ "ادب میں نئے رجحانات"، "ادبِ جدید" رسالہ اردو میں شائع ہونے والے ان کے معروف مضامین ہیں۔ زیرِ مطالعہ کتاب کیفیہ کے عمیق تجزیاتی مطالعے سے ان کے نظریات و رجحاناتِ تنقید کے متفرق زاویوں کی تفہیم میں معاونت ملتی ہے۔ عملی و نظری تنقید میں کیفی اپنے پیش رو ناقدین و ماہرینِ ادب سے متاثر ضرور رہے ہیں، تاہم اپنے علم و تعلم اور فہم و فراست کی بنیاد پر ان کا انفرادی موقف مستحکم شکل میں سامنے آتا ہے۔ وہ مشرقی و مغربی قدیم و جدید تنقیدی رجحانات سے گہری واقفیت رکھتے ہیں، صحت مندانہ استفادہ بھی کرتے ہیں اور اپنے نظریات اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

موقف کی بنیاد میں تمام نظریات کے رموز کی تفہیم کو سامنے رکھتے ہیں۔ وہ اپنی تحریر میں رچرڈس، لیوس اور ایلیٹ کے نظریات کو بے تکلفی سے پیش کرتے ہوئے حمایت و مخالفت میں اپنا موقف بناتے ہیں، تاہم وہ اندھے مقلد نہیں ہیں۔ مشرق کے روایتی تنقیدی رجحان، جدید تنقیدی رویوں، مغرب کے روایتی تنقیدی نظریات اور جدید افکارِ تنقید کے ان پہلوؤں سے استفادہ کرتے ہیں جو عصری تقاضوں کے مطابق زبانِ اُردو کے لیے موزوں ہیں۔

زیرِ مطالعہ کتاب کیفی کی لسانیات پر دسترس کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ کتاب کا نصف سے زائد حصہ (یعنی اٹھارہ میں سے تیرہ ابواب) اُردو زبان، تاریخِ اردو زبان، لسانیات اور اس کے متعلقات کے مدلل و مفصل مباحث پر محیط ہے۔ یہ مباحث بلا مبالغہ اس قدر مدلل اور جامع ہیں کہ محض چند ایک اختلافات سے اردو لسانیات کے مباحث کو بنیاد فراہم کرنے کے لیے کافی محسوس ہوتے ہیں۔ کیفی اردو زبان اور اس کے متعلقات پر لسانی بحث زمانی و منطقی ترتیب سے پیش کرتے ہیں۔ اردو زبان کے لسانیاتی مباحث سے قبل ابتدائی باب میں اردو زبان کی تشکیل و تعمیر کی تاریخ پر مختصر مگر جامع انداز میں زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر بحث کرتے ہیں۔ کیفی کا اندازِ تحقیق نپا تلا، معروضی اور سائنسی ہے۔ اسی معروضی انداز کے پیشِ نظر تاریخِ زبانِ اردو کو کم الفاظ میں مکمل و موثر سمیٹنے کے لیے ابتداً "پانچ سوالاتِ تحقیق" مرتب کرتے ہیں۔ یہ سوالات منطقی، واضح اور تاریخِ زبانِ اردو کی جامع تفہیم کے لیے موزوں ہیں۔ سوالات کے اندراج کے بعد کیفی بالترتیب ان سوالات کے جوابات مدلل و مفصل رقم کرتے ہیں اور اخیر باب میں اسی ترتیب میں بیانیہ انداز اپناتے ہوئے ترتیب سے سوالات کے جوابات کا اندراج کرتے ہیں۔ سوالات کی نوعیت، بحث کے انداز، دلائل کی نوعیت و فطرت اور جوابات کے اندازِ اندراج سے کیفی کے معروضی تنقیدی رجحان، جدید سائنسی تنقیدی انداز اور مغرب کے جدید تنقیدی رویے کے تاثر کا علم ہوتا ہے۔

"۱۔ مسلمانوں کے ملکِ ہندوستان میں فاتحانہ آنے سے پہلے فارسی سے واقفیت کی یہاں کیا حالت تھی اور اس وقت کی دیسی زبانوں میں فارسی اور عربی لفظ کہاں تک دخل پا گئے تھے؟

۲۔ ۱۰۲۷ء میں سلطان محمود غزنوی نے پنجاب کو سلطنتِ غزنی سے ملحق کیا۔ اس سے پہلے سبکتگین پشاور میں اپنا حاکم بٹھا چکا تھا؟

۳۔ اردو کی پیدائش کے وقت شمالی اور شمال مغربی ہند میں عام زبان یا زبانیں کون سی رائج تھیں؟

۴۔ اردو کن زبانوں سے مل کر بنی ہے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

۵۔ اردو کا پہلا شاعر اور پہلا ناثر کون ہے؟"[1]

تحقیقی سوالات مرتب کرنے سے تحقیق و تنقید کو ایک سمت میسر آجاتی ہے، جس سے معروضی تحقیق کے تحت وہی دلائل تلاش اور پیش کیے جاتے ہیں، جو براہ راست موضوعِ تحقیق سے متعلق ہوں۔ غیر ضروری تفاصیل اور دلائل پر وقت اور محنت کا ضیاع نہیں ہوتا بل کہ انھی نکات پر توجہ مرکوز رہتی ہے جو دراصل نقد و جرح کا مقصود ہوتے ہیں۔ کیفی کی مذکورہ کتاب میں طریقِ تحقیق و تنقید میں یہی معروضیت اور سائنسی انداز نظر آتا ہے۔ کتابِ ہذا دراصل اُردو قواعد و لسانیات اور فنِ شاعری کی تحقیق و تنقید ہے، اس سلسلے میں کیفی کا موقف یہ ہے کہ اردو کے قواعد اور لسانیاتی نظام کی درست تفہیم اور تنقید کی روحِ اصیل اس وقت تک ناقابلِ رسا ہے جب تک اردو زبان کی تشکیل و تعمیر کا جامع علم نہ ہو، لہٰذا کیفیہ کا ابتدائی باب اصل مباحث کی تفہیمِ صحیحہ کے لیے تمہیدی و کلیدی درجہ رکھتا ہے۔ پس لازم تھا کہ بالخصوص ابتدائی باب میں غیر ضروری تفاصیل اور غیر متعلقہ دلائل سے اجتناب کرتے ہوئے اصل مدعا کی ترسیل پر توجہ مرکوز کی جائے۔ اسی سبب سے کیفی نے سوالات مرتب کر کے مباحث کو دلائل متعلقہ کے بجائے دلائلِ اصلی پر مرتکز رکھتے ہوئے اختصار و جامعیت سے تشکیل و ارتقائے زبانِ اردو کی کلیدی گفت گو کو قلم بند کیا۔

کیفی ماہرِ لسانیات ہیں، لہٰذا جب وہ اردو لسانیات پر نقد و جرح کرتے ہیں تو ان کا لسانی شعور دلائل کی منطقیت و قطعیت میں ان کی معاونت کرتا ہے۔ اردو لسانیات پر بحث کرتے ہوئے وہ علمِ لسانیات کے رموز و قواعد کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ کیفی کو بلاشبہ لسانی شعریات پر قابلِ تحسین دسترس حاصل تھی۔ کیفیہ میں مذکور لسانی مباحث کیفی کی لسانی شعریات پر مہارت کا بیّن ثبوت ہیں۔ مثلاً دوسرے باب میں اُردو لسانیات کی ابتدا کرتے ہوئے سب سے پہلے اصواتِ زبان یعنی "حروفِ تہجی" کی بنت کے ضمن میں بحث قلم بند کرتے ہیں۔ اردو حروفِ تہجی کی تشکیل کے مرحلے پر بحث سے قبل عمومی طور پر مختلف زبانوں کے باہم متفرق حروفِ تہجی کی وجہِ اصلی کا بیان کرتے ہیں، تاکہ اردو حروفِ تہجی کی موجودہ صورت، اس سے متعلق پائے جانے والے ماہرینِ لسانیات کے اختلافات کی نوعیت اور مجوزہ حل کی تفہیمِ صحیحہ ممکن ہو۔ لکھتے ہیں:

> "چوں کہ مختلف ملکوں، قوموں اور جماعتوں کی آواز، لب و لہجہ اور آلاتِ نطق کی کیفیتیں مختلف ہوتی ہیں، اس وجہ سے ان کے حروفِ تہجی اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ہوتے ہیں۔
> اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ کسی زبان کے حروفِ تہجی یا اس کا رسم الخط ایسا نہیں کہ دُنیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

کی ہر زبان یا بولی کی آوازوں کی مکمل نمائندگی کر سکے۔ اس میں کوئی بات تحقیر یا الزام کی نہیں۔"(۲)

اردو زبان کے حروفِ تہجی کے ضمن میں پائے جانے والی طویل ابحاث کے مفصل تذکروں سے اجتناب کرتے ہوئے کیفی اردو حروفِ تہجی کی تشکیل کے محرکات پر لسانی دلائل دیتے ہوئے اپنے مدلل موقف کے مطابق درست حروفِ تہجی کی تعداد اور اشکال پیش کرتے ہیں:

"جب اردو کے حروفِ تہجی بنانے بیٹھے تو فارسی یا قاعدہ بغدادی کے حروفِ تہجی کافی نہ ہوئے کیوں کہ ہندوستان کی ہر زبان میں ڈ، ٹ وغیرہ حرف اور ایسی آوازیں موجود تھیں جو ایک حروفِ صحیحہ اور ہ سے شیر و شکر تھیں۔ پس اس میں ایزادی کی گئی جس طرح دیوناگری بارہ اکشری میں فارسی اور عربی کے لفظ داخل ہو جانے کے سبب چھے حرف اور بڑھائے گئے۔ اسی طرح اب اردو کے حروفِ تہجی کی تعداد سینتالیس ۴۷ قرار پائی۔ وہ حروف یہ ہیں:

ا	ب	بھ	پ	پھ ت		تھ	ٹ
ٹھ	ث	ج	جھ	چ	چھ	ددھ	ڈ
ڈھ	ر	رھ	ڑ	ڑھ	ز	س	ش
ص		ض	ط	ظ	ع	غ	ف
ق	ک	کھ ل		لھ	م	ن	و ہ

ی۔ ان میں آٹھ حروف ایسے ہیں جو محض عربی الفاظ کی خاطر اردو حروفِ تہجی کا جز بنے ہوئے ہیں، یعنی ح، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع، غ۔" (۳)

کیفی حروفِ تہجی کے ضمن میں لسانی علوم، اردو زبان کی تشکیل کے مراحل، نوعیتِ زبان اور اصواتِ زبان کے تقاضوں پر لسانی حوالوں سے غور کرتے ہوئے اپنا موقفِ انفرادی سامنے لاتے ہیں، جو مذکورہ بالا اقتباس سے بھی واضح ہے اور باب دوم کے اخیر الفاظ سے مزید عیاں ہو کر سامنے آتا ہے:

"حروفِ تہجی کے بارے میں راقم نے موجودہ دستور العمل کو ملحوظ رکھا ہے۔ بہت سی تجویزیں اس وقت لوگوں نے پیش کی ہوئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ث، ز، ح، ص، ض، ط، ظ،

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

ع کو حروفِ تہجی سے نکال دیا جائے۔ معلوم نہیں یہ لوگ ژ کو کیوں بھول گئے ہیں۔ یہ آواز ہمارے کسی لفظ میں نہیں ہے۔"(۴)

کیفی کی لسانی شعریات پر دسترس کی کاملیت محض زبانِ اُردو کی لسانیات تک محدود نہیں ہے بلکہ فارسی، ہندی، سنسکرت، انگریزی اور عربی زبان کی لسانی شعریات پر بھی عبور رکھتے ہیں۔ مذکورہ کتاب کے باب سوم میں زبانِ اردو میں مادے اور ضمائر کی تلاش کے ضمن میں کیفی کی مختلف زبانوں کی لسانی شعریات سے گہری واقفیت کا علم ہوتا ہے۔ اردو کے مادوں اور ضمائر کی تفہیم کے لیے فارسی، سنسکرت اور انگریزی کے مادوں اور ضمائر سے نسبتی دلائل کی تشکیل کرتے ہوئے اظہارِ مدعا کرتے ہیں:

"ہر انڈوآرین زبان کی ضمیر واحد متکلم میں م موجود ہے۔ سنسکرت کا ہم، فارسی کا من اور اردو کا میں اور ہم اس دعوے کا کافی ثبوت ہیں۔ انگریزی میں (I) جانے کہاں سے آکودا، مگر مجھے (Me) اور میرا (My) میں م آئے بغیر نہ رہا۔۔۔ الف اور نون بھی مادے ہیں جو کبھی الگ الگ اور کبھی مل کر منفی کے معنی دیتے ہیں۔ جیسے امر (نہ مرنے والا)، اٹل (نہ ٹلنے والا)، انمل (نہ ملنے والا) ان نون (نہ جانا گیا Un Known) ان وایز (بے وقوفی کا Unwise)۔"(۵)

تشکیلِ الفاظ کا سبب تو ظاہر ہے اظہارِ مدعا کا احتیاج ہے، تاہم لسانیات کے ضمن میں یہ سوال اہم ہے کہ الفاظ بنانے کا مجاز کون ہے؟ یعنی لفظ کون بناتا ہے؟ اس ضمن میں کیفی کا انداز و بیانِ استدلال علمی و لسانی ہے۔ کیفی کے مطابق لفظ سماج میں رہنے والی عوام بناتی ہے۔ احتیاجِ اظہارِ مدعا کے تحت نئی اشیا کے لیے نئے الفاظ کا اختراع ابتدائی طور پر عوامی سطح پر عام بول چال میں ہوتا ہے، بعد ازاں وہ ضروری تراش خراش اور مناسب تغیرِ اصوات کے مراحل سے گُزر کر مروج ہو جاتا ہے؛ کیفی کے مطابق یہ عمومی لسانی رویہ ہے جو ہر زبان میں یکساں ہے۔

"عالم اصطلاحیں گھڑتا ہے، ادیب محاورے بناتا ہے، شاعر صنائع بدائع کی پیدائش کا سبب ہوتا ہے لیکن عام الفاظ عام لوگ بناتے ہیں۔ ان میں بڑا حصہ اہلِ حرفت کا ہے۔۔۔ بہت سے لفظوں کی سوانح عمری مرتب ہو سکتی ہے۔ لفظیت اور معنویت کا مطالعہ اور تحقیق نہایت دل چسپی کے علاوہ لسانیات کی جان ہے۔"(۶)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

کتاب کا دوسرا حصہ اسلوب، اسلوبِ نظم اور فنِ شاعری و عروض کے مباحث پر مشتمل ہے۔ کیفی تخلیق کار اور ماہرِ لسانیات ہونے کے سبب اسلوب و شعریاتِ اسلوب کا علم بھی رکھتے تھے۔ اسلوب کے ضمن میں کیفی کا نظریہ واضح ہے، انھوں نے مذکورہ کتاب میں دلائل و براہین سے اسی نظریے کی توثیق و ترویج کی ہے۔ کلام کے دو بنیادی پہلو ہیں، موضوع یعنی معنویت و مدعا اور اسلوب یعنی الفاظ اور ان کی نشست۔ تمام زبان و ادب میں یہ بحث مشترکہ ہے کہ کلام میں اسلوب کو مقدم رکھا جائے یا مضمون کو۔ کیفی موضوع و مدعا کو روحِ کلام اور الفاظ و اسلوب کو صورتِ تجسیمِ کلام کہتے ہوئے اس موقف کو اپناتے ہیں کہ دونوں لازم ہیں، مگر چوں کہ تجسیم کا حُسن عمومی یا بدھے مدعا کو بھی موثر بنا سکتا ہے اور تجسیم کی قباحت مقدس مدعا کو بھی عمومی اور بے اثر بنا دیتی ہے، لہٰذا حُسنِ تجسیم مقدم ہے۔ (دتاتریہ کیفی، کیفیہ، ص۲۷۱۔) تاہم وہ لفظ و معنی کے حُسنِ بیان و حُسنِ اندراج کے قائل ہیں۔ ان کے مطابق کلام کی سلاست، روانی، ترسیل اور تفہیم الفاظ و معانی کے درست ربط، جملوں کی قواعدی و ذوقِ سلیمی کے تحت ترتیب اور عبارتوں کی منطقی و ذوقِ سلیمی ترتیب کی بہ دولت ہی ممکن ہے۔

کیفی بہ ذات خود ایک قادرالکلام شاعر تھے۔ فنِ شاعری کے اسرار و رموز سے واقفیتِ کامل تھی۔ شعری ہیئت و معنی کے ضمن میں بھی کیفی قدما کے افکار سے مستفید ہوتے ہوئے اپنا انفرادی اور مستحکم موقف تشکیل کرتے ہیں۔ وہ شاعری کے متعلق پیش رو ناقدین و محققین کی ابحاث، نوعیت و محرکاتِ ابحاث، شاعری کی متفرق تعاریف کی ضرورت اور شعری تقاضوں سے آگہی رکھتے ہیں، نیز اسلوبِ شاعری کے رموز پر بھی دست گاہ ہے۔ شاعری کے بارے میں ان کی منفرد رائے سے متذکرہ فن کی شعریات سے ان کی واقفیت کا علم بھی خوب ہوتا ہے۔ کیفی کے مطابق چوں کہ اردو ادب کی ابتدا شعر سے ہوتی ہے، اس لیے اردو زبان اور لسانیات و قواعد کی تفہیم شعری ہیئت و اسلوب، تعریف و توضیح اور مدعا و مضمون کے تذکرے کے بغیر نامکمل ہے۔ اس باعث وہ فنِ شاعری اور ہیئت و مدعائے شعر پر مدلل و مفصل بحث پیش کرتے ہیں۔ کیفی کے مطابق محاکات، استعارات اور دیگر اسلوبی تکنیکوں کے ذریعے قوتِ متخیلہ کو تحریک دے کر پُر تاثیر و پُر کیف اندازِ بیان سے جذبات و خیالات اور مظاہرِ فطرت و حقائقِ حیات کا موثر و مسحور کن اظہار شاعری ہے۔

> "اختلاف تو مناسب لفظ نہیں، رنگا رنگی جتنی شاعری کی تعریف میں بلالحاظ زبان اور ملک کی خصوصیت کے دیکھی جاتی ہے، اتنی کسی موضوع کے حصے میں نہیں آئی ہو گی۔۔۔ بہر حال میں شاعری کی ماہیت کو جیسا کچھ سمجھا ہوں، بتائے دیتا ہوں:- جذبات اور احساساتِ عایدہ کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

خاص دل آویز اور موثر طریق سے اظہار و استشہاد، قوتِ متخیلہ کا محاکات و استعاراتِ خاصہ کے ذریعے جوش میں لانا اور مناظرِ قدرت و حقائقِ زندگی کا دل کش و موثر احضار شاعری ہے۔"(۷)

جملہ "اختلاف تو مناسب لفظ نہیں" اور لفظ اختلاف کو "رنگارنگی" کی ترکیب پر منتج کر کے شاعری کی متفرق تعریفوں اور توضیحات کو تقاضائے حُسنِ شعر قرار دینا کیفی کے شعری شعور کی پختگی کا بیّن ثبوت ہے۔ شاعری کی ماہیت کے حوالے سے مذکورہ نکتۂ نظر علومِ شعر اور شعری تاثرِ اسالیب و معانی سے واقفیتِ عمیق کے بنا ممکن نہیں۔ بعد ازاں، اصنافِ شعری پر مختصر مگر جامع بحث بھی اردو شاعری کے رموز پر ان کی دست گاہ کی دلیل ہے۔ شاعری میں قافیہ و ردیف کے التزام، مصرع ٹیپ کی بنت، بحور و اوزان کی پابندی اور الفاظ و تراکیب نو کی ترتیب و تنظیم میں روایتی و جدید رجحانات کے امتزاج سے نظریہ نو تشکیل کرتے ہیں۔ اگرچہ الطاف حسین حالی ان کے استاد ہیں، تاہم ان کے مغربی مقلد ہونے پر تنقید کرتے ہوئے اردو شاعری کو انگریزی شاعری کے معیارات سے جُدا رکھ کر پرکھتے ہیں۔ قافیہ یا ردیف کی مطابقت سے نظم کہنے کے حامی نہیں ہیں، لیکن حالی کی طرح قوافی و ردائف کو زوائد قرار دے کر شاعری سے خارج نہیں کرتے ہیں۔ ان کے مطابق شاعری کی تاثیر، موزونیت اور اوزان کی تنظیم کے لیے قافیہ بندی ضروری ہے۔ قافیے کو شعری ہیت اور مدعائے شعر کے مطابق برتنا چاہیے، قافیہ شعر کے تحت ہو نہ کہ شعر قافیے کے تحت۔ لکھتے ہیں کہ "قافیے کی ہستی و عدم کا معاملہ اردو زبان کی طبعی ساخت اور اس کے قدرتی کینڈے کے مطالعے سے طے پانے والا ہے، جس کی تصدیق و توثیق صرف ذوقِ سلیم کے ہاتھ میں ہے۔ نقل اور کورانہ تقلید سے پرہیز لازم ہے۔"(۸)

شعری ہیت میں جدت کو پسند کرتے ہیں، تاہم روایت سے مکمل انحراف کی تائید نہیں کرتے۔ مغربی شعری معیارات سے اسی قدر استفادے کے حامی ہیں جو اردو نظم کی شعریات کے معیارات سے مماثل ہو۔ مقررہ اصنافِ نظم کی نقالی و تقلیدِ بے جا کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے نئی اصناف کی اختراع کو سراہتے ہیں۔ شعری ہیت میں شعریاتِ نظم کو ملحوظ رکھتے ہوئے شاعر اپنی پسند کی اختراع کر سکتا ہے۔ اس ضمن میں اپنی کچھ منظومات میں مصرعوں کی تشکیل کی نوعیتِ نو کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں اور اقبال کی کچھ منظومات میں جدتِ اختراع کی نشان دہی بھی کرتے ہیں۔ ان کے انفرادی موقف کے مطابق شاعر کو مقررہ اصناف میں صرف اظہارِ جذبات تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ اظہارِ مدعا کی نئی اور پُر تاثیر اصنافِ شعری خود متعین بھی کرنی چاہئیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

"یہ بہت اچھا ہوا کہ ہمارے جوان شعرا مقررہ اصنافِ نظم کی پابندی نہیں کرتے۔ اور مصرعوں کا شمار، قافیہ کا انصباط اور ٹیپ کا التزام اپنی پسند سے کرتے ہیں۔ اقبال مرحوم سے یہ رسم چلی کہ ترکیب بند کے بندوں سے مطلع اڑ گیا۔"(۹)

اوزانِ شعری کی پابندی کے ضمن میں حالی کی جدت پسند آرا سے مکمل اختلاف کرتے ہوئے روایت پسندی کے بہ موجب اپنی رائے کے ضمن میں ادبی و لسانی دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں حالی کے نظریے کو مکمل مغرب زدہ قرار دے کر رد کرتے ہیں۔ مقدمہ شعر و شاعری میں مذکور حالیؔ کے دلائل کا ایک حصہ نقل کرتے ہوئے اسے کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور اس ضمن میں دلائل پیش کرتے ہوئے قاری کو اپنا موقف بنانے کے لیے آزاد رکھتے ہیں۔ حالیؔ کے پیش کردہ ثبوت کے مطابق جس طرح راگ لفظ کا محتاج نہیں اسی طرح شعر وزن کا محتاج نہیں۔ انگریزی میں "Poetry اور Verse" دو الفاظ مستعمل ہیں، اسی کے مماثل اردو زبان میں "شعر اور نظم" مروج ہیں۔ انگریزی ادب میں وزن کی شرط Verse کے لیے ہے، Poetry کے لیے نہیں، بعینہٖ اردو ادب میں یہ پابندیِ وزن شعر میں نہیں نظم میں معتبر ہونی چاہیے۔ کیفیؔ انگریزی کے الفاظِ مذکورہ کی معنوی و ادبی تفہیم کی غلطی کو انگریزی لغات و ادبی اصطلاحی معنی کے دلائل دے کر غلط ثابت کرتے ہیں۔ ان کے مطابق الطاف حسین حالیؔ انگریزی اور انگریزی اشیا کے دل دادہ ضرور تھے، تاہم وہ انگریزی نہیں جانتے تھے:

"پوئٹری اور ورس کے جو بھی معنی انگریزی لغات میں دیے گئے ہیں، ان میں وزن کی قید دونوں کے لیے ہے۔ (بہ حوالہ آکسفورڈ ڈکشنری) ادھر ڈاکٹر فالن ان دونوں انگریزی لفظوں کے معنی میں نظم اور شعر دونوں الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس واسطے خواجہ صاحب نے پوئٹری اور ورس میں وزن سے متعلق جو امتیاز قایم کیا اور انھیں شعر اور نظم کا مشبہ بنایا، یہ درست نہیں۔ اور جب وجہِ شبہ ہی ناقص ٹھہری تو جو دعویٰ مشبے کی بابت کیا گیا تھا وہ بھی رد ہو جاتا ہے۔"(۱۰)

تردیدِ وزن کے ضمن میں پیش کیے گئے حالیؔ کے پیش کردہ مختلف دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے، جوابی دلائل سے ان کے موقف کی تردید کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ قدیم شاعری وزن سے خارج نہیں تھی۔ ہندوؤں کی مذہبی کتاب رگ وید کو بالاتفاق دُنیا کی قدیم ترین کتاب مانا جاتا ہے، یہ کتاب مختلف البحور اوزان میں ہے۔ بعد ازیں کیفیؔ قرآنِ مجید کی مختلف سورتوں اور ان کے وزن کی نشان دہی کرتے ہوئے اس بات کے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

ادبی دلائل پیش کرتے ہیں کہ وزن اور شاعری کا تعلق روایتی اور ضروری ہے۔ مع ازیں کیفی تصریح کرتے ہیں کہ رگ وید اور قرآن مجید شاعری کی کتب نہیں ہیں، کیوں کہ وزن کا التزام بالقصد نہیں، تاہم ان کی امثلہ کے ذریعے وہ اپنے اس موقف کی تائید و توثیق کرتے ہیں کہ وزن اور اظہار و تاثیر مدعا کے لیے اس کا استعمال زمانہِ قدیم سے مروج ہے، لہٰذا قدیم شاعری میں بھی وزن موجود تھا۔ اوزان کی پابندی کی بابت کیفی اپنا موقف پیش کرتے ہوئے تکمیلِ بحث کرتے ہیں کہ طویل منظومات کے لیے ضروری نہیں کہ ایک ہی بحر مسلسل استعمال کی جائے، مختلف بحور کے استعمال سے طویل نظم کہنا شعری اصناف میں حُسنِ اضافہ کا موجب ہے تاہم ایک ہی نظم میں مختلف بحور کا استعمال ادبی ہنر مندی اور سلیقے سے ہونا چاہیے تاکہ بہ طور مجموع وہ نظم یک ہیت و مربوط محسوس ہو۔

کیفی شاعری کو محض لسان و اسالیب کا فنی مجموعہ نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ شاعری میں حقیقت نگاری اور اسرار و رموزِ حیات کی عکاسی کو اہم قرار دیتے ہیں۔ شاعری زندگی کی ترجمانی بھی کرتی ہے، کوئی شاعر یا ناثر تحقیق و وقائع نگاری سے صرفِ نظر کر کے محض لفظی شعبدہ بازی سے اپنے کلام کو مسحور و موثر بنا رہا ہے تو اسے نظم و نثر پر حاوی نہیں کہا جاسکتا۔ شعر و نثر میں لفظ و معنی کا ارتباط، ہیت کا التزام اور مضامین کا حقیقی ہونا یکساں اہم ہے۔ لفظی خصائص کے ساتھ شاعری کا فطری مضامین سے مزین ہونا بھی ضروری ہے۔ ادب بہ حیثیت کُل اور شاعری بہ حیثیت جزو انسانی سماج کا اہم حصہ ہے۔ سماج و معاشرت ہر لحظہ تغیر پذیر ہے، لہٰذا ادب بھی غیر ساکت اور تحرکِ مسلسل میں ہے۔ انسانی سماج اور اس میں ہونے والی تبدیلیاں شعر و نثر پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہیں۔ کیفی کے نظریاتِ تنقید محض ادبی تنقیدی رویے تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان کی عمیق النظری ادبی تنقید میں حوالہِ حیات کو شامل کر کے تنقیدی رجحان کی ارفعیت کا باعث بنتی ہے۔

> "جنگِ عظیم یعنی ۱۹۱۹ء کے بعد سے دُنیا کی مہذب قوموں کے ادب اور نظم و نثر کے اسلوب میں ایک عالم گیر انقلاب واقع ہوا، اردو اس کے اثرات سے کیوں کر بچ سکتی تھی۔۔۔جنگِ عظیم کے بعد جس طرح دُنیا کا نقشہ بدل گیا تھا، زبان اور اسلوب کا حلیہ بھی بدل گیا۔"(۱۱)

بعد ازیں، کیفی جنگِ عظیم کے بعد اردو ادب میں ہونے والی اسلوبی اور موضوعی سطح پر ہونے والے سترہ تغیرات کو قلم بند کرتے ہوئے ادب پر سماج کے اثرات کا اثبات کرتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

لسانیاتی تنقید زندگی کے حوالے کے بغیر نامکمل ہے۔ لسان کا انسانی معاشرت سے براہ راست تعلق ہے، کیوں کہ زبان سماج کی دین ہے، سماج سے ہی تشکیل پاتی ہے، ارتقاپذیر ہوتی ہوئی ادبی تخلیق وترویج کا باعث بنتی ہے۔ زبان بنیادی طور پر انسانوں کی باہمی گفت وشنید کا ذریعہِ اساسی ہے، لہٰذا لسانیاتی تحقیق و تنقید میں حیات اور متعلقاتِ حیات لازمی اجزا ہیں۔ کیفی مذکورہ لسانی پہلو سے آگاہ تھے۔ زبان کی تعریف، تشکیل و ارتقا، تشکیلِ لفظ، تخلیقِ معنی اور نظامِ ارتباطِ لفظیت و معنویت پر بحث کی پیش کش میں کیفی انسانی معاشرت اور سماج کے حوالے کو بہ طور دلیل استعمال کرتے ہوئے اپنے نکتہِ نظر کی تصریح کرتے ہیں۔ الفاظ کے معروف معانی مقرر ہونے کے عوامل براہ راست انسانی معاشرت سے منسلک ہیں۔ اس ضمن میں وہ کئی قسم کے الفاظ کی امثلہ پیش کرتے ہیں، جو محض انسانی معاشرت میں استعمال کی نوعیت کے باعث اصل معانی سے ہٹ کر مخصوص معانی میں مستعمل ہیں۔ بعض اوقات عمومی الفاظ خاص لگاؤ، انسیت و تقدیس کے باعث متبرک اصطلاح بن جاتے ہیں، جیسے لفظ مدینہ؛ اس کا معنی تو "شہر" ہے لیکن مدینۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام کی نسبتِ مقدس سے یہ خصوصی حوالے سے مروج ہو گیا۔ اسی طرح بعض مقدس الفاظ محض انسانی معاشرت میں استعمالِ غلط کی بنا پر اپنی وقعت سے تنزلی میں مستعمل ہو جاتے ہیں، جیسے "لن ترانی" خدائی کلمہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب نازل ہوا، تاہم معاشرتِ انسانی میں غلط اور بہ کثرت استعمال کے باعث اب یہ شیخی اور ڈینگ کے معانی میں مستعمل ہے۔ بعینہٖ بعض الفاظ اپنی ثقافت کے ترجمان ہوتے ہیں، یعنی الفاظ کے معانی کا تعین ثقافت کے ذریعے ہوتا ہے، جیسے سبز قدم۔ (۱۲)

پنڈت کیفی کا نظریہ تنقید جدید و قدیم تنقیدی رجحانات کا امتزاج، سائنسی اور معروضی نوعیت کا ہے۔ الفاظ کے پیچ و خم میں موقف اور براہین کو الجھاوا نہیں دیتے بلکہ وہی موقف اپناتے ہیں جنھیں سائنسی طریقے سے معروضی انداز میں ثابت کر سکیں۔ تجریدی حوالوں سے بات نہیں کرتے، کیوں کہ تجرید کا اثبات ناممکن ہے۔ ان کے پیش کردہ دلائل بھی معروضی نوعیت کے ہیں، اپنے موقف اور نظریات کو بھی معروضی انداز میں پیش کرتے ہیں تاکہ ابہام اور ذو معنویت کا اندیشہ نہ رہے۔ تخیلاتی طرزِ بیان، نظریات و افکار اور دلائل و تنقید سے اجتناب کرتے ہیں۔ ان کی تنقید و تحقیق میں ادبیت کے بجاے علمیت کا عنصر واضح ہے، اسی سبب ان کی تنقید و تحقیق میں قطعیت اور واقعیت پائی جاتی ہے۔ لسانی تحقیق و تنقید بہ ذات خود ایک جدید تحقیدی موضوع ہے، مذکورہ کتاب اردو لسان و لسانیات اور قواعد و انشا کو جچے تُلے، معروضی اور سائنسی اندازِ تنقید میں پیش کرتی ہے۔ زیرِ تجزیہ کتاب میں لسانی و لسانیاتی مباحث، قواعدی و انشائی گفت گو، علمِ عروض و اوزان اور فنِ شاعری و مطائبات پر بحث کرتے ہوئے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

کیفی معروضیت اور سائنسی اندازِ تنقید اپناتے ہیں، مثال کے طور پر باب سوم میں کیفی اردو زبان کے مترادفات و مرادفات کی تفہیم کے ضمن میں معروضی دلائل سے استفادہ کرتے ہیں، ایک دلیل ملاحظہ کیجیے:

"یہ خبر سنتے ہی سناٹا ہو گیا۔ اکلوتا کماؤ بیٹا اور باپ کا یہ بڑھاپا۔" یہاں الم کے ساتھ ایک قسم کا غم بھی عارضِ حال ہے کیوں کہ سناٹے میں آنے والا شخص بھی اولاد والا ہے! ماتم زدہ سے خاص تعلق رکھتا ہے۔"(۱۳)

اسلوبی اصولوں کے ضمن میں بھی کیفی معروضیت کے حامی ہیں۔ کیفی کے مطابق ادبی اسلوب معروضی ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں کلمے کی دو اقسام کا ذکر کرتے ہوئے معروضی اسلوب کی تصریح کر کے مدعائے اصل کی توضیح کرتے ہیں۔ کیفی کے مطابق اسلوب کی معروضیت سے مراد مادی محسوس کلموں کے استعمال سے تشکیلِ اسلوب کرنا ہے۔ دو طرز کے کلمے مستعمل ہیں، ایک مجرد اور دوسرے مادی۔ انشا کے پیش کردہ اصول کے تتبع میں کیفی اس بات کے حامی ہیں کہ تخلیق کار کو مادی محسوس کلموں کے حامل اسلوب کو اپنانا چاہیے، کیوں کہ یہ اسلوب تجریدی اسلوب کی نسبت زیادہ واضح اور موثر ہوتا ہے۔ ادب کا اسلوب سریع الفہم، سادہ اور مادی کلموں پر مشتمل ہونا چاہیے تاکہ سمجھنے کے لیے قاری کو زیادہ ذہنی قوت صرف نہ کرنی پڑے۔(۱۴)

تشکیلِ لفظ کے ضمن میں کیفی عوامی استعمال اور لفظ کے سادہ و رواں ہونے کو بنیاد کہتے ہیں۔ عام لوگوں کو زبان کی تشکیل کے ضمن میں کیفی جمہوری حکومت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے مطابق عوام زبان اور الفاظ کی تشکیل میں حکومت کا درجہ رکھتے ہیں، اس ذیل میں وہ سائنسی انداز سے مختلف الفاظ کے اختراع کا سبب، الفاظ کی نوعیت اور ان کی معدومیت کی بابت معروضیت سے بات کرتے ہوئے اپنے موقف کا اثبات کرتے ہیں:

"۔۔۔ محمد شاہ بادشاہ نے ایک نہایت مفرح میوے کے نام میں سنگ یعنی پتھر کا لفظ سخت نامناسب سمجھا اور اس کے بدلے رنگترہ بنایا۔ اگرچہ یہ نام اس میوے کے لیے رنگ کے لحاظ سے بھی موزوں تھا مگر یہ لفظ بھی شاہی سکہ ہونے کے باوجود ٹکسال باہر ہو گیا۔ اس لیے کہ اس میں ایک صوتی نقص یہ تھا کہ گ اور نون دونوں ہم مخرج ہیں، ثقلِ تلفظ زبان کی روانی کے منافی تھا۔ لوگوں نے اصلی لفظ کو سامنے رکھ کر غور کیا اور سنترہ کہنے لگے۔"(۱۵)

کیفیؔ روایت سے انحراف کر کے صرف جدید رویوں کے حامی نہیں ہیں، بلکہ روایتی رجحانات اور جدید میلانات کے امتزاجِ حسنہ سے نظریاتِ نو کی تشکیل کرتے ہیں اور اسی طرز کے افکارِ جدید کی سفارش و حوصلہ افزائی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

بھی کرتے ہیں۔ لسانی حوالے سے وہ روایت و جدت کے امتزاج سے زبان میں تغیراتِ نو اور لفظیت و معنویت میں جدت کے قائل ہیں۔ زندہ زبان متحرک، مستعد اور تغیر پذیر ہوتی ہے۔ چوں کہ زبان براہ راست سماجِ انسانی سے متعلق ہے لہٰذا مسلسل تغیر پذیر معاشرتِ انسانی کے زیرِ اثر زبان و بیان بھی جامد نہیں رہ سکتا۔ ہر لحظہ تبدیل ہوتا ہوا زمانہ اپنے تمام متعلقات میں ضروری تبدیلی کا متقاضی ہے۔ اگر زبان نئے رجحانات، خیالات، ایجادات اور احساسات کے تحت اپنی لفظیت و معنویت میں تغیر و تبدل نہیں کرتی تو وہ زندہ زبان نہیں ہے، جیسے زندہ انسان اور سماج سانس لیتا ہے، تبدیلیوں سے مزین ہوتا ہے، بعینہٖ ایک زندہ زبان بھی تغیرات سے ہم کنار رہتی ہے۔ تغیرات سے تہی زبان معدومیت کی طرف عازمِ سفر رہتی ہے۔ اس ضمن میں کیفیؔ کٹر قدامت پسندوں کے نظریات کو جامد کہتے ہوئے تنقید کرتے ہیں۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق زبان میں نئے الفاظ کی تشکیل اور قدیم الفاظ کی معنویت میں جدت کے لیے زبان کو کشادہ دامن ہونا چاہیے۔

فنِ شاعری کی تعریف و توضیح میں بھی کیفیؔ معروضیت اور سائنسی طرزِ تنقید کو ملحوظ رکھتے ہیں، نیز قدامت و جدت کے امتزاج سے انفرادی شعری نظریہ تشکیل کرتے ہیں۔ شعر کی توضیح میں وہ قوتِ متخیلہ کی تحریک اور جذبات و احساسات کے اظہارِ موثر کے ساتھ طرزِ اظہار، ہیئت، الفاظ و تراکیب کی ترتیب و تنظیم، حقائق نگاری اور فطری مظاہر و موضوعات کو بھی یکساں شامل کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک طے شدہ اصناف و اسالیب میں اظہارِ مدعا روحِ شعر کے خلاف ہے۔ شاعر کو اظہار کے لیے نئے اصنافِ شعری، ہیئت و تراکیب، الفاظ و تراکیب، معنویتِ جدید اور اوزان کی تشکیل و تنظیم کا التزام بھی کرنا چاہیے۔ ندرت و جدتِ افکار جس قدر متنوع ہو، اس قدر اثر پذیر ہوتا ہے، ایک ہی ہیئت اور وزن قاری کی اکتاہٹ کا سبب بنتا ہے، لہٰذا شاعر کو جدتِ ادا اور ندرتِ بیان کی طرف خصوصی توجہ دینا چاہیے۔[۱۶]

قافیہ بندی، شمارِ مصاریع، ٹیپ کے التزام اور اوزان و بحور کے تنوع میں روایت و جدت کی ہم آہنگی سے نظریہ نو کی بنیاد رکھتے ہیں۔ روایتی اصولِ قافیہ کی بنیاد پر ذوقِ سلیم کو مد نظر رکھ کر شاعر قافیہ بندی کا التزام ہیئت و مدعائے شعر کے مطابق کرے تو قافیہ شعری حُسن و تاثر میں افزونی کا باعث ہے۔ بعینہٖ شاعر کو مصاریع کی لگی بندھی شماریت سے ہٹ کر اپنے خیالات کی مطابقت سے تعددِ مصاریع اختراع کرنے چاہئیں۔ ٹیپ کی بنت میں مضمونِ شعر کے ساتھ شعر کے مجموعی الفاظ کے تاثر، اور شعری ہیئت کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے۔ ٹیپ کی بنت آزادروی سے اپنے مدعا کے مطابق کرنی چاہیے، پیش رووں کے تتبع بے جا سے نکل کر روایتی طریقوں سے استفادہ کرتے ہوئے اپنا طرزِ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلّہ

اظہارِ خود تخلیق کرنا اہم ہے، اس طرح ادب سکوت کے نرغے سے نکل کر نئے میلانات کا ترجمان بنتے ہوئے ارتقا پذیر ہو گا، تادیر زندہ رہنے کے امکانات کثیر ہوں گے۔ تتبع محض جمود کو جنم دیتا ہے اور جمود موت کی ابتدائی شکل ہے۔ ادب کی زندگی کے لیے بے جا تقلیدی رویوں کے تسلسل کو توڑنا اور تحرک کی کیفیات پیدا کرنا ضروری ہے۔ یہ تحرک ادب میں ندرتِ ادا اور جدتِ ندا سے ہی ممکن ہے۔

عروض اور اردو شاعری کے ضمن میں کیفی کا موقف یہ ہے کہ اردو شاعری میں مروجہ عروض عربی عروض ہیں جو خالصتاً عربی شعر و ادب کے لیے بنائے گئے تھے، یہ عروض یونانی عروض سے ماخوذ ہیں، جو فارسی (ایران) سے ہوتے ہوئے اردو زبان میں دخیل کر دیے گئے۔ لہٰذا اُردو شاعری کے لیے مروجہ عروض بدیسی ہیں جو اردو شاعری کے لیے غیر موزوں ہیں۔ اس موقف کی تصدیق کے لیے کیفی معروضی اندازِ استدلال اپناتے ہوئے تاریخی و زمانی شواہد پیش کرتے ہیں، نیز عربی و ایرانی کتب سے عروضی قواعد کی امثلہ پیش کر کے اردو شاعری میں مروج تمام عروض کا ماخذ عربی عروض (ماخوذ از یونانی) کو قرار دیتے ہیں۔ بعد ازاں، زبانِ عربی اور زبانِ اُردو کی لسانی تفاوتوں پر استدلال کرتے ہوئے مروجہ عروض کو اردو شاعری کے لیے نامناسب قرار دیتے ہیں:

> "اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ اُردو آریائی زبان ہے اور عربی سامی زبان۔ یہ صرفی زبان ہے اور وہ غیر صرفی زبان۔ دونوں میں نہ صرفی یگانگی اور ہم آہنگی ہے نہ نحوی اور لسانیاتی۔ نواب حیدر یار جنگ کی رائے تسلیم اور تعمیل کی مستحق ہے، انھوں نے فرمایا: مختلف زبانوں کے مختلف اوزان کی وجہ یہ ہے کہ ہر زبان کا خاص لہجہ ہوتا ہے۔ اس کے الفاظ میں خاص اوزان ہوتے ہیں لامحالہ وزنِ شعر بھی جداگانہ ہو گا۔'۔۔۔ کیا عربی زبان کی نظم کے قواعد اردو زبان کی نظم پر عاید ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ نہیں۔" (۱۷)

کیفی کے مطابق فارسی پر عربی عروض عاید ہو چکے تھے، برج بھاشا کے عروضی قواعد مشکل تھے، لہٰذا متقدمین نے عربی عروض فارسی کے توسط سے اردو شاعری پر بھی لاگو کر دیے۔ اگر اُردو نظم ان دخیل عروض کے بغیر چلتی تو عروضِ شعر برج بھاشا اور عروضِ شعر عربی سے ایک اُردو عروض اپنے آپ ہی تخلیق ہو جاتا۔ کیفی معروضی استدلال کے ساتھ موقف کی تشکیل کرنے کے بعد اٹل انداز میں فیصلہ صادر کرتے ہیں، اس کی ایک نمایاں مثال اردو شعری عروض کے نظریہ و استدلال کے بعد دیکھی جا سکتی ہے۔ باب چودہ (عروض) کے اخیر میں کیفیؔ تعلیمی و امتحانی ادارہ جات سے اردو شاعری میں مروجہ عربی عروض کو نصابِ تعلیم سے فوری خارج کرنے کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلّہ

گزارش کرتے ہیں۔ نیز یہ تلقین کرتے ہیں کہ جب تک اردو کا دیسی عروض تشکیل نہیں ہوتا، ان طلسماتی عروض کو ذہن و گمان میں بھی نہ رکھا جائے۔

پنڈت کیفیؔ زبانِ اُردو کی لسانی رفعت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ مذکورہ کتاب میں انھوں نے تمام لسانی مباحث میں اُردو زبان کی لسانی عظمتوں کو اجاگر کرنے کی سعی کی ہے۔ ان کے دلائل و براہین زبانِ اُردو کی رفعت و انفرادیت سے مرصع ہیں۔ اردو کی عظمت کی توثیق و ترویج ہی لسانیات و قواعدِ اُردو کی معروضی تحقیق و سائنسی طریقِ استدلال پر مشتمل کتاب کی تسوید کا موجب بنی۔ کتاب میں مذکور تاریخِ زبانِ اُردو، ارتقائے زبانِ اُردو، قواعد و انشائے اُردو، لسانیاتِ اُردو، علمِ عروض اور اردو شاعری کے ضمن میں پیش کردہ نظریات و سفارشات اور ان کی توثیق میں معروضی و منطقی اور جامع استدلال اردو زبان کی عظمت اور مقبولیت کے نمائندگان ہیں۔ مثال کے طور پر تیسرے باب میں کیفیؔ اردو زبان میں مترادفات و مرادفات، وسیع المعانی الفاظ، معنوی نظام، جانوروں کے بچوں کے لیے مخصوص نام، خاص جتھوں (گروہوں) کے لیے مخصوص اسما، مختلف جان داروں کے بولنے کی آوازوں کے لیے متفرق الفاظ، مختلف اشیا و جان داروں کے چلنے کی آوازوں کے لیے مختلف الفاظ، مخصوص اشیا کے جوہری خصائص کے لیے مختلف الفاظ کے استعمال میں الفاظ کا ایک ذخیرہ بہ طور معروضی دلائل پیش کرتے ہیں، جو یقیناً اُردو ذخیرہِ الفاظ کو محدود کہنے والوں کو اپنے افکار پر نظرِ ثانی کی دعوت دیتے ہیں۔ کیفیؔ اردو زبان کی استقائی قوت اور فطرت سے موانست کے اثبات میں زبانِ اُردو میں رنگوں کے کثیر اسما کی فہرست سامنے لاتے ہیں، نیز خاص اشخاص اور جانوروں کے مساکن کے لیے مستعمل مخصوص و متفرق الفاظ کی امثلہ پیش کرتے ہوئے زبانِ اُردو کی لفظی امارت کا اثبات کرتے ہیں۔

زبانِ اُردو میں عملِ تصرف کے ضمن میں کیفیؔ اپنا نکتۂ نظر واضح کرتے ہیں۔ قواعد کی رُو سے یہ عملِ تصرف لفظی اور معنوی دو طرح کا ہوتا ہے۔ اس نظامِ تصرف کو کیفیؔ "تارید" سے موسوم کرتے ہیں: "تصرف کے اس نظام کو میں تارید کہتا ہوں، یعنی اُردو بنانا اور جس لفظ میں تصرف کیا جائے اسے مورّد یعنی اُردو بنایا گیا۔ جب ایک لفظ تارید کے عمل سے مورد ہو گیا پھر وہ لفظ اُردو کا ہے۔"[۱۸] تاہم، کیفی بلا ضرورت محض عادتاً غیر زبانوں کے الفاظ و مرکبات کے اُردو زبان میں استعمال کرنے کی حمایت نہیں کرتے۔ نئے رجحانات، جو غیر زبانوں کے سماج سے ماخوذ ہوں، بدیسی ایجادات وغیرہ کے لیے متعلقہ سماج و زبان میں مروج الفاظ سے تصرف کیا جا سکتا ہے، لیکن محض عادتاً ایسا تصرف کسی بھی زبان کے لیے سمِ قاتل ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے۔ اسی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے کیفیؔ نے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

کتاب کے اخیر باب (اٹھارھویں باب) میں ایک سو بیالیس (۱۴۲) الفاظ و تراکیب نو مع معانی و مفاہیم کی فہرست درج کی ہے، جو تسوید و تحریر، مطالعہ اور دیگر ادبی و لسانی سرگرمیوں کے دوران میں ضرورت کے تحت وہ اختراع کرتے رہے۔ الفاظ و مرکبات کی تشکیل کے اصولوں میں کیفی قدیم و جدید رجحانات کے امتزاج سے منفرد میلان بناتے ہیں۔ زیر تجزیہ کتاب کے باب سوم میں "مرکبات" کی بحث کے تحت کیفی نے دیسی الفاظ کے مرکبات، ایک اردو زبان کا لفظ اور دوسرا فارسی یا عربی زبان کے لفظ سے تشکیل مرکب، اردو اور انگریزی الفاظ کے ملاپ سے مرکب کی بنت، بغیر دیسی زبان کے الفاظ کے عربی و فارسی یا عربی یا فارسی زبانوں کے الفاظ سے مرکب بنانا، عربی یا فارسی کے مرکبات کو بنا تصرف اپنا کر دیسی مرکب کی تشکیل کے ضمن میں مثبت نکتۂ نظر اپناتے ہوئے مرکبات کی امثلہ پیش کی ہیں۔

رموزِ اوقاف کے ضمن میں کیفی زمانی و تکنیکی اور لسانی تقاضوں کے تحت خالصتاً قدیم رویہ اپناتے ہوئے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے مطابق رموزِ اوقاف کے جدید طریقے مروجہ اردو املا کو ثقیل اور مشکل بنانے کا موجب ہیں، غیر ضروری رموزِ اوقاف کے انخلا کے ذریعے اُردو املا کو صرف ضروری اور سادہ رموزِ اوقاف اپنانے چاہئیں تاکہ تحریر اور تفہیم دونوں میں آسانی ہو۔ کیفیہ میں باب سترہ کے تحت اردو املا پر بحث کرتے ہوئے کیفی نے مروجہ جدید اعراب اور رموزِ اوقاف کے چاٹ پیش کر کے ان پہ نقد و جرح معروضی استدلال سے کی ہے۔ کیفی کے مطابق بنیادی اعراب (زبر، زیر، پیش، تشدید، جزم، مد) کے علاوہ ان کی ضمنی اشکال کی بناوٹ محض ثقالتِ املا کا سبب ہے۔ رموزِ اوقاف میں بنیادی علامات (ختمہ، وقفہ، قوسین، واوین، ندائیہ و فجائیہ، استفہام) ہی آج بھی رائج ہیں، تاہم مولوی عبدالحق کے قواعدِ اُردو کی بابت وہ رموزِ اوقاف کی دیگر علامات کو محض پیچیدگی قرار دے کر رد کرنے کی سفارش کرتے ہیں: "قواعدِ اردو مرتبہ مولوی عبدالحق صاحب کے چوتھے اڈیشن میں یہ تعداد گیارہ تک پہنچا دی گئی ہے۔ موصوف نے انگریزی سے لے کر یہ علامتیں بھی شامل کر لی ہیں، سیمی کولن، کولن، کولن اور ڈیش، قوسین اور ڈیش، ہائفن"(۱۹)

مذکورہ بحث کے اخیر میں کیفی کے بہ طور معروضی دلیل درج الفاظ سے اُس دور کے رجحانات کے مطابق املائے اُردو کے لیے ان کا موقف درست ثابت کرتے ہیں، تاہم حالیہ رجحانات کے تحت مولوی عبدالحق کے (انگریزی سے مستعار سہی) متعین کردہ علاماتِ اوقاف مستعمل اور درست ہو سکتی ہیں، بلکہ ہیں۔ کیفی نے اُس دور کے املائی رجحان کے متعلق لکھا کہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

"حروفِ تہجی کی طرح املا سے بھی حال کے عام رواج کو مد نظر رکھ کر بحث کی گئی۔ جب اُردو میں ٹائپ کا رواج عام نہیں، اور اُردو کا ہر اخبار اور رسالہ اور کتاب ٹائپ میں نہیں، املا اور علامتوں کے قاعدے قطعی طور پر قرار نہیں دیے جاسکتے۔ یہ کمی جلد سے جلد پوری ہونی چاہیے۔"(۲۰)

مذکورہ معروضی استدلال اس بات کی تصریح کرتا ہے کہ کیفی کا نظریہ رموزِ اوقاف اور نظریہ اعراب اُس دور کے املائی رجحان کے لیے تھا، کیوں کہ اُس وقت اُردو ٹائپنگ مروج نہیں تھی۔ ان کی عمیق النظری اس بات کا ادراک کرتی تھی کہ ارتقاپذیر اردو اور املائے اردو جلد ٹائپنگ میں مروج ہوگی، اس لیے انھوں نے عصری رجحان کے مطابق مدلل ابحاث کے بعد یہ واضح کر دیا کہ یہ تنقیدی معیار عصری طریقِ املا کے لیے ہے اور آخری جملے "یہ کمی جلد سے جلد پوری ہونی چاہیے" میں انھوں نے جدید طرزِ املا کی طرف بھی اردو ماہرینِ لسانیات کو توجہ دلائی۔ ان کا یہ جملہ مولوی عبدالحق کے گزشتہ دور میں پیش کردہ املائی صورت کی موجودہ دور میں نفاذ کی توثیق کرتا ہے۔ المختصر، املا کے ضمن میں بھی وہ دراصل خالص قدامت کے حامی نہیں، بلکہ جدید رویوں سے ہم آہنگی کے خواہاں ہیں۔ املا سے متعلق ان کا متذکرہ نظریہ سائنسی و معروضی ہے، کیوں کہ ان کے دور میں اردو ٹائپنگ مروج نہیں تھی، حالیہ دور کے کمپوزنگ کے تقاضوں کو مد نظر رکھ کر ان کے نظریے سے جدید املائی اصول مرتب کیے جاسکتے ہیں۔

زبان اور قواعد کے باہمی تعلق کی نسبت کیفی کا نظریہ یہ ہے کہ قواعد زبان کے تحت ہوتے ہیں۔ کبھی کوئی زبان باقاعدہ اصول و ضوابط طے کر کے تخلیق نہیں کی گئی۔ تشکیلِ زبان ہمیشہ فطری اور عوامی عمل رہا ہے۔ زبان کی تشکیل و استحکام کے بعد اس کے قواعد سمجھے اور متعین کیے جاتے ہیں۔ قواعد تب تک ہی قابلِ قبول اور قابلِ عمل ہو سکتے ہیں، جب تک وہ حیاتِ لسان میں مزاحم نہ ہوں، ارتقائے لسانی میں حائل نہ ہوں، ترامیم میں رکاوٹ نہ بنیں اور تفہیم و ترسیلِ مدعا کی ثقالت کا موجب نہ بنیں۔ کسی اسلوب یا زبان سے متعلق یہ پہلو اہم نہیں ہے کہ وہ لفظ، اسم و فعل کی مطابقت، جملے کی تشکیل و ترتیب قواعدی اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں، بلکہ یہ نکتہ اہم ہے کہ وہ معانی کی مکمل اور درست نمائندگی اور ترسیل کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر اسلوبِ بیان تسلسل اور سادگی و روانی کے ساتھ اظہارِ مدعا کی قوت رکھتا ہو تو صرف و نحو کے قواعد میں کشادگی ہونی چاہیے کہ وہ اس اسلوب کو قبول کر سکیں، ورنہ قواعدِ صرفی و نحوی میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ زبان و قواعد کے ضمن میں کیفی اٹل موقف کے حامل ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

شاعری سے متعلق کیفی کے نکتۂ نظر کی استدلالی بحث اوپر مذکور ہے۔ یہاں اجمالاً ان کے نظریے کے بنیادی نکات درج کیے جاتے ہیں۔ کیفی شاعری کو لفظ و معنی کا پُر تاثیر امتزاج سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق شاعری محض اظہارِ جذبات نہیں ہوتی، بلکہ ہیت و الفاظ کے نئے اور موثر تجربات بھی شاعری کا خاصہ اور شاعر کا وصف ہے، نیز شاعری محض جذبات کے اظہار، لفظ و معنی کے پیچ و خم، اظہار کے نئے زاویوں اور بیان کے جدید و منفرد آہنگ پر مشتمل نہیں ہے بلکہ شاعری کا بنیادی وصف عکاسی حقائق بھی ہے۔ شاعری ایک وسیع الجہت کینوس ہے، جس میں ہیت، الفاظ و تراکیب، قوافی و ردائف اور اسالیب کے نادر و منفرد تجربات، لفظیت و معنویت کے جدید نظام کی کار فرمائی، حقائق و وقائع نگاری کا اظہار ملتا ہے۔ کیفی شاعری میں بحور و اوزان کی پابندی کے قائل ہیں، تاہم طویل منظومات (جیسے مثنوی، منقبت، قصیدہ) میں ایک ہی نظم میں مختلف النوع اوزان برتنے کے قائل ہیں، ان اوزان کے برتنے میں شاعر مہارت و چابک دستی سے کام لے تاکہ نظم کے مجموعی تاثر پر فرق نہ پڑے۔ اس ضمن میں وہ الطاف حسین حالی کے اس نظریے سے برملا اختلاف کرتے ہیں کہ نظم میں وزن زائدہ ہے، لازمی عنصر نہیں۔ کیفی کے مطابق حالیؔ نے نظری تنقید کو عملی تنقید میں نہیں برتا۔ اول تو وزن کے ضمن میں انگریزی Poetry اور Verse کے خود ساختہ نظریے سے کشید شدہ اصول وضوابط ہی باطل ہیں، لیکن اس کے باوجود حالیؔ نے بہ ذات خود کوئی بھی عاری نظم نہیں لکھی۔ حالی کے منظومات نہ صرف بحر و وزن کے پابند بلکہ قافیہ بندی سے بھی مرصع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں، کیفی کے مطابق مولانا آزاد نے ایک ہی عاری نظم کہی جو نہ بھی کہتے تو ان کی ادبی استعداد جوں کی توں رہتی، اسماعیل میرٹھی کی عاری منظومات کو محض تک بندی سے تعبیر کیا۔ کیفی نے خود بھی دو عاری نظمیں کہیں، مگر خود اپنی نظموں کو بھی محض تک بندی کہتے ہوئے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔(۲۱)

کیفی کا اسلوبِ تنقید مدلل، رواں اور سلیس ہے۔ اکثر ماہرینِ لسانیات لفظ و معنی کی پیچیدگیوں میں عبارت کو الجھا دیتے ہیں، کیفی کے اسلوب میں ایسا ابہام یا پیچیدگی نہیں ملتی۔ سادہ اور مہذب الفاظ میں اپنے افکار پیش کرتے ہیں۔ ان کے اسلوبِ بیان میں معروضی اندازِ استدلال کے باعث قطعیت اغلب ہے۔ تاہم، جہاں تحقیق صرف عصری نوعیت کی ہو، وہاں قطعیت کا دائرہ عمل متعین کر دیتے ہیں، جیسے املا کے اصولوں میں دیکھا گیا۔ علاوہ ازیں اسلوب کے ضمن میں بھی روایتی اور جدید اسلوب کی بابت دلائل دے کر انتخاب کا فیصلہ قاری پر چھوڑتے ہوئے قطعیت کا دائرہ عمل محدود کرتے ہیں۔ کیفی کا اسلوبِ بیان مسجع و مقفیٰ اور تخلیقی و ادبی نوعیت کا نہیں ہے، بلکہ علمی طرزِ بیان میں معروضی و سائنسی طرزِ استدلال میں نظریات و خیالات کا پرچار کرتے ہیں۔ کیفی کے ہاں نظریے یا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

نظریے کے ضمن میں دی گئی دلیل کی تفہیمِ صحیحہ کے لیے تشبیہی انداز بھی ملتا ہے۔ مقامی اور عمومی تشبیہات سے بات جلد سمجھ میں آتی ہے، اس کے پیش نظر کیفی عمومی تشبیہات سے اپنا نکتہِ نظر سمجھانے کی سعی کرتے ہیں۔ سلاست اور سادگی کے باعث تشبیہ کے استعمال سے ان کے اسلوب کی علمیت اور روانی متاثر ہوتی ہے نہ عبارت ثقیل اور مشکل ہوتی ہے، بلکہ آسان تشبیہات کے استعمال سے مدعا سریع الفہم ہو جاتا ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ "قوتِ متخیلہ کے ہر شعبے میں انسانی ذہن ناطقہ سے اس طرح استفادہ کرتا ہے جس طرح ایک فلسفی منطقی استدلال سے۔" ص ۱۱۲۔ مثلاً عوام لفظ اور زبان کی تشکیل پر قادر ہوتی ہے، اس نظریے کی تفہیم کے لیے لکھتے ہیں:

> "کسی زبان کے بولنے والے کو ایک ایسی جمہوری حکومت تصور کیجیے، جس میں عام رائے انتظام کا اختیار عطا کرتی ہے۔ اور یہ اختیار ہمیشہ نگرانی اور احتساب کے تحت برتا جاتا ہے۔ ہر فرد مجاز ہوتا ہے کہ مشترکہ زبان میں اضافہ کرے یعنی نئے لفظ اختراع کرے اگر ان کی ضرورت ہو اور وہ اختراع جماعت کے مذاق اور زبان کے مزاج کے تقاضے کے ناموافق نہ ہو۔"(۲۲)

زیرِ تجزیہ کتاب کے تیرھویں باب میں "اسلوب کے نئے رجحانات" کے تحت دتاتریہ کیفی اولاً زمانی اعتبار سے اردو اسلوب کے تین عہد مقرر کرتے ہیں، ابتدائی عہد، درمیانی دور، نئی تحریک، ان کی تحدید کرتے ہیں، ان ادوار کے نمائندہ ادبا کا ذکر کرتے ہوئے سماجی و زمانی احوال کا حوالہ دیتے ہوئے اسالیبِ بیان کے خصائص بتاتے ہیں۔ کیفی کے مطابق نئی تحریک یعنی سید احمد خان کی مقصدی و اصلاحی تحریک کے زیرِ اثر اردو نثر کا اسلوب استدلالی اور منطقی نوعیت کا ہو گیا، افسانوی نثر سے قطع نظر یہی اسلوب اردو کے نثری ادب میں مروج ہے۔ بعد ازاں، مذکورہ باب میں "اسلوب کے رجحاناتِ نظم" کے تحت اُردو نظم کے اسالیب کو زمانی اعتبار سے منقسم (ابتدائی عہد، متاخرین کا عہد، نیا عہد) عہد میں پیش کرتے ہوئے خصائصِ اسلوب بیان کیے۔ ابتدائی عہد میں بالترتیب ایہام گوئی، داخلیت، اصلاحِ زبان کے تحت غیر دکنی الفاظ کے انخلا کی شعوری کوشش در شعری اسلوب اور لکھنو کی رنگیں بیانی اسلوبِ نظم کے نمایاں رجحانات تھے۔ متاخرین کے عہد میں اردو نظم کے اسلوب کو "اردوئیت" (اردو پن) عطا کرنے کی طرف رجحان غالب رہا۔ نئے عہد میں حقائق کو تغزل، سادگی اور سلاست میں شعر بند کیے جانے کا رجحان سامنے آیا، حالی کے افکارِ جدید کے تحت شاعری کو اصلیت اور سادگی پر پرکھا جانے لگا۔ سماجی شعور اور حالاتِ حیات سے واقفیت کے تحت سماجی منظر نامے پر ہونے والی تبدیلی (جنگِ عظیم اول) کے سماج اور سماج کے تحت اردو ادب کے اسالیب

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلّہ

میں ہونے والی تبدیلیوں کو سترہ نکات میں سمیٹ کر اسلوب سے متعلق اپنا نکتۂ نظر پیش کرتے ہیں، یعنی اسالیب کی تشکیل و تعمیر اور تغیر میں خارجی عوامل، داخلی کیفیات، ادیب کے میلانات، زبان کے مزاج اور صنف کی شعریات کا عمل دخل ہوتا ہے۔ کیفؔی کے مطابق جذباتیت، تنقیدِ حیات، معنوی ندرت، رجائیت، مجاز سے حقیقت کی طرف، واقعیت، خارجیت و عریانیت، تلخی، معقول قواعد کی پابندی سے بےزاریت، خارجیت و واقعیت کے لیے اسلوبی محاسن کی قربانی، رومان اور جنسی نفسیات جنگِ عظیم اول کے بعد اردو نظم کے خصائصِ اسلوب ہیں۔

کلام میں اسلوب کے تجزیے سے متعلق کیفؔی اپنا نظریہ مذکورہ باب میں "اسلوبِ کلام" کے ضمن میں پیش کرتے ہیں۔ کیفؔی کے مطابق کلام میں لفظ اور معنی دونوں یکساں اہمیت کے حامل ہیں، لفظ معنی کے بغیر نامکمل ہے اور معنی لفظ کے بغیر ترسیل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کلام کے تجزیے میں اسلوب اور موضوع دونوں اہم ہیں۔ تاہم، اسلوب کو وہ نسبتاً زیادہ اہم قرار دیتے ہیں، کیوں کہ عمومی بات کو بہتر اسلوب میں خصوصی اور موثر بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے جب کہ گہرے علمی نکتے کو بھی معمولی اسلوب مستحق وقعت سے محروم کر سکتا ہے۔ مزید برآں، مجرد اور تخیلاتی پہلوؤں کی نسبت انسانی فہم منطقی اور مجسم پہلوؤں پر جلد اعتبار کرتا ہے۔ معانی و مفاہیم مجرد پہلو ہیں، جب کہ الفاظ اور عبارت مجسم ہیں، اس لیے انسانی فراست کو اسلوب کشش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں، لفظ و معنی کی تقدیم کے ذیل میں یہ پہلو بھی غور طلب ہے کہ تخلیقی ترتیب کے لحاظ سے معانی پہلے تشکیل پاتا ہے، بعد ازیں ترسیلِ معانی کے لیے لفظ یا الفاظ کا سہارا لیا جاتا ہے، تاہم ترسیلی ترتیب میں لفظ یا الفاظ اولیت اختیار کر لیتے ہیں اور مفاہیم و مدعا کے درجے پر فائق ہو جاتے ہیں۔ ترسیلی ترتیب میں سامع یا قاری الفاظ سنے یا پڑھے گا، یعنی پہلا واسطہ مجسم الفاظ سے پڑے گا، اس کے بعد معانی کی تفہیم کا درجہ آئے گا، لہٰذا اسلوب کی تقدیم معانی پر مسلّم ہے۔

کیفؔی چوں کہ اس خیال کے حامی ہیں کہ انسانی فہم مجرد کے بالمقابل مجسم پہلو سے زیادہ سمجھتا ہے، اس لیے وہ کلام میں علمِ بیان و بدیع کے برتنے کے قائل ہیں، تاہم اسلوب کی سلاست اور روانی پر سمجھوتے کے قائل نہیں۔

دتاتریہ کیفؔی کی تنقید غیر جانب دارانہ ہے۔ تنقیدی نظریات کی تشکیل میں وہ کسی خاص مکتبۂ فکر کی تقلید نہیں کرتے، نہ ہی تمام یا کسی بھی مکتبۂ فکر یا تنقیدی رجحان کی کُلی مخالفت کرتے ہیں۔ جدت پسندی کی آڑ میں قدیم مشرقی و مغربی روایاتِ تنقید کو مکمل رد بھی نہیں کرتے اور قدامت پرستی یا روایت پسندی کی دُھن میں جدید مشرقی و مغربی تنقیدی رجحانات اور تقاضوں سے بھی منحرف نہیں ہوتے۔ روایت کے رہ نما اصولوں سے مستفید ہوتے ہوئے افکار کی بنیاد رکھتے ہیں، زمانہ جدید کے عصری و زمانی تقاضوں کی تفہیم سے ذہنی اُپج کی تعمیر اور نظریات کی تشکیل

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24
ماخذ تحقیقی مجلہ

کرتے ہیں۔ ان کی ناقدانہ سوچ ماضی پرستی اور جدت پسندی کی افراط و تفریط سے مبرا ہے۔ دتاتریہ کیفی شاعری میں الطاف حسین حالی کے تلمیذ رہے، جہاں بھی ان کا ذکر بہ طور استاد کیا، عقیدت و محبت سے کیا، احترامِ معلم اپنی جگہ برقرار رہا مگر اس احترام کو اپنی انفرادی فکر، تحقیدی نظریات اور اصولِ شعر و ادب میں حائل نہیں ہونے دیا۔ غیر جانب دار محقق و ناقد کی طرح اپنے استاد کے تنقیدی نظریات کی بے جا تقلید سے گریز کرتے ہوئے معروضی و منطقی استدلال سے ان نکات کو رد کیا، جو ان کے خیال میں مغربی استعماریت کے تحت تقلیدِ محض اور مرعوبیتِ حاکم کے سبب تنقیدی سطح پر درج ہو گئے۔ ان کے بالمقابل اُردو کو ایک آزاد اور ارفع زبان تسلیم کرتے ہوئے اس کے داخلی اور دیسی قواعد و عروضِ شعری منتظم و مرتب کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

برج موہن دتاتریہ کیفی خصوصی تنقیدی رجحان کے تحت نظری و عملی تنقید میں معروضی استدلال سے کام لیتے ہیں۔ وہ معروضی و سائنسی اور منطقی طریقِ تحقید کے قائل ہیں، ان کی عملی تنقید میں بھی معروضیت و منطقیت کا عمل دخل نمایاں ہے۔ کیفی کی نظری و عملی تنقید میں ادبی رویے کے ساتھ زندگی کا حوالہ بھی شامل رہتا ہے۔ وہ ادب کو معاشرت و حیاتِ انسانی کا ایک جزو قرار دیتے ہوئے زمانی و سماجی تغیر و تبدل کے تحت ادب کا اسلوبی و موضوعی مطالعہ کرنے کی حمایت کرتے ہیں۔ کیفی کی تاریخی و لسانی کتاب **کیفیہ** اردو زبان و ادب کے حوالے سے تین پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے، اول اردو زبان کی مختصر تاریخ، دوم زبانِ اردو کے لسانی، قواعدی اور انشائی پہلو کے بنیادی مباحث اور سوم اردو شاعری کا فن اور علمِ عروض۔ مطالعہ و تجزیہ کتاب کے بعد یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ دتاتریہ کیفی تاریخی مدارج، زبان کے تشکیلی عمل، لسانی رموز، لسانیاتی مباحث، علومِ قواعد و انشا، فنِ شاعری اور علمِ اوزان و عروض پر دسترس رکھتے تھے۔ کتاب کی تحقیق و تسوید کے لیے انھوں نے جن موضوعات کا انتخاب کیا، وہ ان موضوعات کی ادبی حیثیت، علمی نوعیت، لسانی افادیت اور تحقیقی مدارج سے آگاہ تھے۔ چُنیدہ موضوعات کی شعریات سے واقف تھے۔ تین بنیادی موضوعات اور ضمنی عنوانات کی زمانی، لسانی و منطقی ترتیب و تنظیم اور نظریات کے اثبات میں درج معروضی دلائل اس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ انھیں اپنے موضوع کی شعریات سے مکمل آگاہی تھی۔ کیفی کا اسلوبِ تحریر مدلل، اٹل، سادہ اور سریع الفہم ہے۔ نظریات و دلائل کی تفہیم میں سُرعت کے لیے تشبیہ و استعارہ کا استعمال کرتے ہیں، تاہم نوعیتِ تشبیہ و استعارہ عمومی اور مقامی ہونے کے باعث اسلوب کو بوجھل نہیں کرتی بلکہ تفہیمِ مدعا میں آسانی مہیا کرتی ہے۔ اشاروں کنایوں، لفظیت و معنویت کی دبیز پرتیں بناتے ہوئے موقف کو گنجلک اور اسلوب کو پیچیدہ نہیں کرتے، بلکہ دقیق لسانی پہلو بھی عام فہم زبان میں سمجھاتے ہیں، خواہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلہ

مخواہ کی علمیت جھاڑنے، دقیق الفاظ کے استعمال اور گہری علمی اصطلاحات کے بے جا استعمال سے گریز کرتے ہیں۔ تاریخِ ادب، لسانیات اور قواعدِ اُردو کا اساسی فہم رکھنے والا انسان بھی ان کی علمی و لسانی کتاب کیفیہ سے مستفید ہو سکتا ہے۔ تفہیمِ کتابِ ہذا کے لیے کسی عمیق علوم لسانیات یا قواعد و انشا کے گہرے علم کا حامل ہونا ضروری نہیں، کیوں کہ وہ کتاب کے اندر ہی قاری کی تفہیم کے لیے علمی اصطلاحات کو عام فہم بنا کر پیش کرتے ہیں۔ کیفی روایت پسندی یا قدامت پرستی کے نام پر جدید تقاضوں سے چشم پوشی نہیں کرتے، ایسا کرنے کو احمقانہ رویے سے تعبیر کرتے ہیں؛ کیفی جدت پسندی کے پیچھے روایتی رجحانات کو فراموش نہیں کرتے۔ کیفی روایت و جدت کے امتزاج سے اپنا انفرادی نکتۂ نظر تخلیق کرتے ہیں۔ روایت کے رہ نما اصول و قواعد سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے نظریات کی بنیاد بناتے ہیں، اس مستحکم بنیاد پر جدید رجحانات کے تقاضوں کے مطابق معروضی دلائل اور سائنسی طریقے سے نظریات کی تشکیل کرتے ہیں۔ دتاتریہ کیفی کی علمی استعداد صرف اُردو زبان و ادب تک محدود نہیں تھی، بلکہ وہ فارسی، عربی، ہندی، سنسکرت اور انگریزی زبان کے لسانی علوم پر بھی عبور رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے تاریخی، لسانی و لسانیاتی، قواعدی و انشائی، عروضی اور شعری دلائل معروضیت اور قطعیت لیے ہوئے ہیں۔ دتاتریہ کیفی لسانی و اسلوبی نظریات، قواعدی و انشائی فکریات اور عروضی و شعری تصورات میں تنقید کے کسی خاص مکتبۂ فکر کی تقلید نہیں کرتے ہیں، پیش رو ناقدین کی فکریات سے متاثر بھی ہیں اور استفادہ بھی کرتے ہیں، تاہم تمام فکریات کو تنقیدی نظر سے دیکھتے ہوئے اپنی فکریات و نظریات کی تشکیل خود معروضی و عقلی دلائل سے کرتے ہیں۔ نظری تنقید پر کوئی علاحدہ باقاعدہ کتاب تو نہیں لکھی مگر عملی تنقید اور متفرق مضامین سے مبرہن ان کے تنقیدی نظریات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کی نظری و عملی تنقید باہم موافق ہے۔

حوالہ جات

۱. دتاتریہ کیفی، کیفیہ، لاہور: مکتبہ معین الادب، ۱۹۵۰ء، ص۱۸،۱۷۔

۲. دتاتریہ کیفی، کیفیہ، ص ۹۲۔

۳. ایضاً، ص۶۳،۶۲۔

۴. ایضاً، ص۶۶۔

۵. ایضاً، ص۶۸،۶۷۔

۶. ایضاً، ص ۷۲،۷۳۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-24

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۷. ایضاً، ص۲۹۶۔

۸. ایضاً، ص۳۱۰۔

۹. ایضاً، ص۲۹۷۔

۱۰. ایضاً، ص۳۰۲۔

۱۱. ایضاً، ص۲۹۴۔

۱۲. ایضاً، ص۷۶،۷۵

۱۳. ایضاً، ص۹۸۔

۱۴. ایضاً، ص۲۷۳۔

۱۵. ایضاً، ص۱۱۳۔

۱۶. ایضاً، ص۲۹۹۔

۱۷. ایضاً، ص۳۱۵۔

۱۸. ایضاً، ص۱۱۰۔

۱۹. ایضاً، ص۳۴۹۔

۲۰. ایضاً، ص۳۵۱۔

۲۱. ایضاً، ص۳۰۹۔

۲۲. ایضاً، ص۱۱۳۔